

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ ۳ پیسے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب
بیتو منزل وارث روڈ لاہور ایڈیٹر

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم اے ڈامیرس روڈ لاہور منیجر

جملہ خط کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔ اور مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۱۱ جنوری ۱۹۲۴ء	نمبر ۲

عورت کی ساخت

از قلم چوہدری غلام حیدر صاحب

چاند کی لیکر گولائی سانپ کا پیچ اور خم
بید مجنوں کی نزاکت بیل کے بل کی کجی
پیارے پیارے بھولے بھولے دیدۂ آہو ہیں
ابر سے آنسو صبا سے بیوفائی لی اُڑا
مہر و مہری تیغ نے دی سختی بلی الماس سے
طوطیِ گلزار نے رنگینیِ منقار دی
روز اول سے ودیعت نور کا جوبن ہُوا
گندھ گندھا کر یہ مسالہ جب اکٹھا ہو گیا

گھاس کی پتی کی ہلکی تھرتھراہٹ بشر و کم
بانکپن طاؤس کا نرمی گلِ کہسار کی
جن میں ہو رقصِ شعاعِ نورِ خورشید مبیں
سہم خرگوش او چیتے سے لیا جور و جفا
تا بتانِ آہنی دل کا دلِ سنگیں بنے
قمریِ بیزار نے شیرینیِ گفتار دی
پرِ بلبل کا اضافہ اس پر ہلکا پن ہُوا
دستِ قدرت نے بنایا ایک ڈھانچا نور کا

آگ کا تن بن گیا اور نور کی صورت بنی
شکل عورت کی بنی کیا موہنی مورت بنی

غزل

از قلم صبر بلہوری

موت کو زندگی نے جیت لیا تیسرے دن
یہ عجب ماجرا دنیا میں ہُوا تیسرے دن

مرے منجیِ جہان زندہ ہُوا تیسرے دن
دفن مکمل ہوئی اور جی اُٹھا تیسرے دن

فوت نا بیکی ہیں کس طرح زیادہ رہتا
قاعدہ تھا یہ اطبائے قدیمہ کا کبھی
خلق ترتیب سے دنیا کو کیا جب حق نے
دیکھ کر آپنے ہیکل کو یہ خود فرمایا

خاک سے دانہ کو ہو نشو و نما تیسرے دن
آنکھ دکھتی تھی تو کرتے تھے دوا تیسرے دن
یہ زمیں اور سمندر بھی بنا تیسرے دن
تم اسے ڈھا دو میں کھڑا کر دونگا تیسرے دن

سب پہ ظاہر ہے ہویدا ہے نہیں پوشیدہ
صبر کیا ماجرا دنیا میں ہوا تیسرے دن

رباعیات منت

۱
دو کانوں کی رونق اور وہ بازار کہاں
جا کر کہیں کربلا کے میدان میں دیکھ
وہ شہر پناہ کہاں وہ دیوار کہاں
بابل کا گیا بلدہ غدار کہاں

۲
رب چاہے تو دریوزہ کا گدا شاہ بنے
ہو جائے یہ سبیل خدم خواب و خیال
ماہی سے بھی کم تخت ثریٰ ماہ بنے
اور خیمہ شاہی ہے جو خرگاہ بنے

۳
بیدانشی شور و غل ہے غوغائی کا
احمق ہے جو کہتا ہے کہ کوئی نہیں حق
سر سمجھو پھرا ہوا ہے سودائی کا
ہے خوفِ خدا شروع دانائی کا

۴
گردن پہ لیا وہ خون آیا سر پر
اے اہلِ یہود اب بھی کھچا ہے آزار
جس وقت کہ بریں ہوئیں لوہے ستر
یہ خنجر خوں خوار ہلالِ احمر

کلکتہ سے ایک جاپانی جہاز بیس سن کے گٹھر امریکہ جا رہے تھے بمبئی کے بندرگاہ میں سن میں آگ لگ گئی کئی لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔

یزیدی

مقدس سرزمین تین وزیتون کی رنگا رنگ کی آبادی اپنی نفاست پسندی میں بےمثل ہو، مشرق و مغرب کی قابل قدر خصوصیات سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اپنے تمدن کو بےنظیر بنا لیا ہے۔ مذہبی تخصصوں اور دینی جھگڑوں سے یہ لوگ آزاد ہوگئے ہیں۔ فرائض کا ادا کرنا اور نیک کام اُن کے نزدیک عبادت میں شامل ہے محبت اور اخلاص اُن کی نماز ہے اپنے وطن محبوب کی اخلاص کے ساتھ خدمت کرنا اُن کا مذہب ہے۔ دن رات "حریت" "مساوات" کے گیت گاتے ہیں۔ بعد تیلولہ لوکندوں میں جا، تکلفات میں شامل ہو وہاں نہایت قرینے سے کرسیاں بچھی ہوتی ہیں۔ کرسیوں کے مقابل حقے رہتے ہیں۔ لوگ عموماً سیاہ کوٹ پتلون پہنے طربوش لگائے حقہ نوشی کیا کرتے ہیں۔ اخبارات کی تازہ خبروں کا چرچا رہتا ہے۔ اُن ممالک میں اگر خدا نخواستہ کسی خستہ بیمار کے نسخے میں کسی مسلم کی ریش کے بال کی ضرورت لاحق ہو تو شاید ہندوستان فرمائش بھیجنا پڑے۔ مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ اگرچہ اس کا تعلق میرے اس مضمون سے نہیں۔ مگر پھر بھی لطف سے خالی نہیں۔

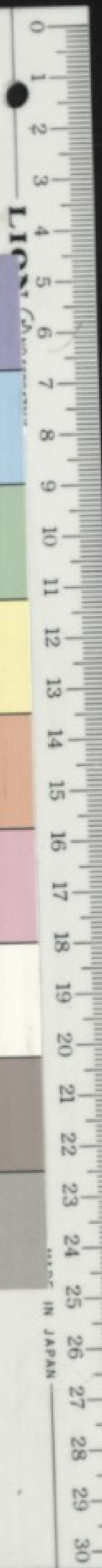
میں اور میرے ایک دوست رسالدار جنگ بہادر خاں دوران قیام بیت المقدس (جیروشلم) ایک دن مسجد اقصیٰ کی زیارت کو گئے۔ ہم پوری فوجی وردی میں تھے پیٹیوں میں پستول لگ رہے تھے جب مسجد اقصیٰ کے دروازے تک پہنچے، تو مسجد کے شیخ سے دوچار ہوئے شیخ صاحب نے چھوٹتے ہی کہا کہ یہ ضابط بلاد(ا) (یعنی میرے دوست رسالدار صاحب) مسجد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا بھئی کیوں؟ شیخ نے کہا یہ یہودی ہیں۔ مجھے ہنسی آگئی میں نے دریافت کیا۔ یا شیخ آپ نے کیونکر جانا۔ شیخ صاحب نے کہا "داڑھی سے" پھر تو ہم ہنس ہنس کے دوہرے ہوگئے۔ میں نے لاکھ زور مارا کہ یا حضرت یہ ضابط مسلم ہیں۔ مگر وہ بندۂ خدا نہ مانا۔ آخر اُس نے کہا۔ اگر یہ یہودی نہیں تو سکھ ہونگے۔ جو عموماً ہندی عسکری ہیں۔ ہمارے دوست رسالدار صاحب دل ہی دل میں بیچارے شیخ صاحب کو کوستے رہے۔ آخر حلاق (حجام) کے پاس گئے۔ مدت کی ملائی دودھ کی پلی ریش مبارک حلاق صاحب کے اُسترے کی بھینٹ چڑھادی۔ جب واپس مسجد دیکھنے آئے تو شیخ صاحب بہت خوش ہوئے اور الحمد الله الحمد الله کہنے لگے۔

اس لطیفہ کو پڑھ کر آپ یقیناً ہنسینگے۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ اس دن سے رسالدار صاحب نے عہد کرلیا کہ ہندوستان پہنچکر بھی داڑھی نہیں رکھینگے۔ خیر آمدم بر سر مطلب۔ مشرق قریب میں مذہبی بات چیت حماقت میں داخل ہے ملکی، اور سیاسی گفتگو اُن کی حدیث ہے۔ یہ تو شہروں اور قصبوں کا حال ہے۔ مگر ریگستان کی صحرائی قومیں عاشق مذہب بھی ضرور ہیں جن میں سے بعض بالکل عجیب و غریب عقائد رکھتی ہیں۔ ایک فرقہ "سماعیلی" ہے۔ جو۔۔۔۔ فرس کی پرستش کرتا ہے۔ یہ لوگ ہندوستان میں ہوں تو بیچاریاں لنگ کو مات کردیں ہم فرقہ "سماعیلی" کے متعلق کسی دوسری صحبت میں قلم اُٹھائینگے۔ اس وقت صرف فرقہ "یزیدی" سے تعارف کرایا چاہتے ہیں۔ محاذ نیر ایسٹ پر میرے ہمراہ مسٹر ڈھبیر۔ ٹی بیسی لنڈن ٹائمز کے سرکاری نامہ نگار بھی تھے۔ بیچارے عربی سے نابلد تھے۔ اس لئے عموماً سایہ کی طرح میرا تعاقب کئے رہتے تھے۔ مگر میں اُن سے خوش تھا۔ ایک دن ہم دونوں مرعاش سے آگے بیدانی کے زرخیز میدان میں گھومنے نکل گئے۔ جہاں کے سفید گیہوں خاص طور پر مشہور ہیں وادی بیدانی میں ہمیں مختلف الاقوام اور مختلف الروایات لوگوں سے سابقہ پڑا۔ اسی جگہ علاوہ کردوں، ترکمانوں نے یزیدیوں کی متعدد جھونپڑیاں بھی دیکھیں۔ یہ لوگ دوسری اقوام کے پُرانی وضع کے باشندے ان بیچاروں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ کیونکہ وہ زمرہ اہل کتاب شامل نہیں اور اُن کے عقیدے میں یہ شیطان پرستی داخل ہے۔ تورات انجیل او قرآن وغیرہ کسی کو صحیفۂ آسمانی نہیں سمجھتے۔ شیطان کی پوجا کرتے ہیں۔ اِن کا مذہب چند روایات کا مجموعہ ہے جس میں طوفان نوح باغ عدن وغیرہ افسانوں کا ذکر موجود ہے۔

یزیدی بظاہر کردی النسل معلوم ہوتے ہیں۔ ولایت حلب۔ موصل۔ وان دیار بکر جبل سنجر وغیرہ کی طرف اُن کی کئی ایک بستیاں موجود ہیں اگرچہ عصر حاضر کے تمدن سے ناآشنا ہیں۔ مگر پھر بھی بڑے مہمان نواز ہیں۔ عموماً سفید کپڑے پہنتے ہیں۔ اُن کے گھر سفید ستھرے ہوتے ہیں مذہب کوئی چیز اُن کے اکل و شرب میں ممنوع یا قابل اعتراض نہیں۔ اگرچہ ختنہ کرواتے ہیں۔ اصطباغ لیتے ہیں شمس پرستی اور آتش پرستی بھی کرتے ہیں۔ مگر اُن کا سب سے بڑا عقیدہ اطاعت شیطان ہو جسے وہ اپنی اصطلاح میں ملک طاؤس کہتے ہیں حضرت ملک طاؤس کا نام لیتے ہی اُن کے تمام جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ ملک طاؤس ایک فرشتہ راندہ درگاہ آلٰہی ہے اور ایک نہ ایک دن پھر زمرہ مغضوبین سے نکلکر ملائکہ مقربین کی صف میں جلوہ گر ہوگا۔

ہمارے دوست یزیدیوں سے ملکر بہت خوش ہوئے دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہُوا کہ یزیدیوں کا ایک قبلہ بھی ہے جس کا نام لعادری ہے اور موصل سے کوئی اربعین میل کے فاصلے پر واقع ہے جہاں اُن کے بڑے بانی میانی عدی زیر خاک محو آرام ہیں۔ ان کے قبلہ گاہ کو ۱۹۰۰ء (دیکھو صفحہ ۱۱)

(ا) بلاد اسلامیہ میں حکومت عثمانیہ کے زمانے میں مساجد میں یہود کو داخلے کی اجازت نہیں تھی۔



نورافشان

مطبوعہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۴ء

مذہب کا مقصد

ہمارے معزز پادری علی بخش صاحب نے جو مضمون کانفرنس مذاہب میں مسیحی مذہب کے مقصد پر سنایا تھا۔ کارپردازانِ کانفرنس نے جس کے سننے سے معذوری ظاہر کی تھی اُسے ناظرین کی آگاہی کے لئے درج کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کانفرنس مذاہب کے منتظموں نے بجائے مسیحیوں سے خوش سلوکی کا اظہار کیا ہو

ایڈیٹر

برسوں سے اس امر کی آرزو تھی کہ مذہبی لیکچروں کا کوئی ایسا انتظام ہو کہ مذاہب پر نکتہ چینی اور حملوں کی بجائے مذاہب کی خوبیاں ظاہر کی جائیں تاکہ ہم ایک دوسرے سے زیادہ ہمدردی کر سکیں اور ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ قریبی تعلقات پیدا ہوں اور اتحاد قومی جس کا رونا سالوں سے رویا جا رہا ہے اور جس کی ضرورت ملک بہبودی اور ترقی کے لئے چاروں طرف محسوس ہو رہی ہے زیادہ قوی ہو جائے۔ جائے مسرت ہے کہ احمدی صاحبان نے اس کی تحریک کی اور نہ صرف تحریک کی بلکہ عملی جامہ پہنا دیا اور کانفرنس مذاہب کا جلسہ مدعو کیا اور یہ شرط ٹھہرا دی کہ لیکچرار اپنے مذہب کے مطابق مقررہ مضمون کو ادا کریں اور دیگر مذاہب پر نکتہ چینی نہ کریں لیکن اس کانفرنس کی جو تمہید انہوں نے اُٹھائی وہ میری سمجھ میں کچھ زیادہ لمبی اور زیادہ نامناسب معلوم ہوتی ہے کہ کانفرنس مذاہب کے لئے جگہ صاف کرنے میں تین دن لگائے اور ان تین دنوں میں پیٹ بھر کے دیگر مذاہب اور خاصکر مسیحی مذہب پر نکتہ چینیاں کیں اور حملے کئے اور ان کو زبان کھولنے کا موقعہ نہ دیا اور حاضرین کے دلوں میں جب اُن مذاہب کی طرف سے ایسا تعصب اور نفرت پھیلانے کی کوشش کی تو پھر کانفرنس مذاہب کے لیکچروں کے سننے اور غور کرنے کی گنجایش کہاں رہی اگر آئندہ ایسی تمہید سے اجتناب کیا جائے تو ایسی کانفرنس سے کچھ فائدہ ہو سکیگا۔ ورنہ یہ ساری کوششیں اور وسیع خواہشیں رائیگاں ٹھہرینگی۔ پولیٹیکل معاملات میں ہم یہ سنا کرتے تھے۔ کہ زورآور قوموں میں آجکل حق و ناحق Right و wrong کا لحاظ نہیں۔ صرف Convenience کا خیال ہوتا ہے۔ لیکن مذہبی امور میں بھی اس مرض نے دخل پا لیا۔ اس لئے انصاف کے لئے کمزوروں کی صدائے احتجاج کس کے گوش گزار ہوگی۔ پھر بھی خدا کا شکر ہے کہ چند سالوں کے بعد مذہب کی طرف پھر توجہ ہونے لگی ہے سیاسیات میں ہم کچھ ایسے اُلجھ گئے تھے کہ مذہب کی طرف کچھ عرصے تک چنداں التفات نہ ہوا۔ سچ تو یہ ہے کہ مذہب کے بغیر ہم سیاسیات کیا کسی دنیاوی امور میں بھی ترقی نہیں کر سکتے اور نہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ترقی و کامیابی کے لئے کیرکٹر Character کی ضرورت ہے۔ اور جہاں کیرکٹر نہیں وہاں کچھ بھی نہیں۔ یہ کیرکٹر پیدا کرنا مذہب کا کام ہے

مسیحی مذہب

خداوند مسیح نے اوّل موسوی مذہب کی تکمیل کی اور یہ فرمایا "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت اور نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" (متی ۵ باب) اور اس کی یوں تشریح کی "اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کر۔ . . . . میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا . . . ." "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا وغیرہ۔ تو احکام کو قائم رکھتے ہوئے اُس نے پہلی منکشف شریعت کی تکمیل کی۔ طبعی اور یہودی دین میں جو انتقام کی شریعت تھی اس کی جگہ معافی کی شریعت کو پیش کیا۔ اور کہا "تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔ . . . " اسی طرح محبت کے تنگ دائرہ کو وسیع کر کے عالمگیر بنا دیا اور فرمایا "تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو . . . " موسوی دین میں مُردوں کی قیامت کی تعلیم دی اور اپنے جی اُٹھنے کے ذریعے اُس کا ثبوت دیا۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ "قیامت اور زندگی تو میں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی وہ زندہ رہیگا"۔ یوحنا ۱۱: ۲۵۔ اُس نے سکھایا کہ قیامت کو جب مُردے جی اُٹھینگے تو وہ نہ بیاہ کرینگے نہ بیاہے جائینگے۔ بلکہ فرشتوں کی مانند ہونگے۔ اسی طرح سارے لوگوں کی عدالت ہوگی متی کی انجیل کے ۲۵۔۳۱ سے لیکر اس کا مفصل ذکر ہے۔

مسیح نے جیسا اوپر ذکر ہوا محبت کے دین کی بنیاد ڈالی مسیحی دین نے تو خدا کو محبت کہا اور مقدس یوحنا کے پہلے سارے خط میں اس الٰہی محبت کا ذکر ہے۔ "اے عزیزو آؤ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں کیونکہ محبت خدا کی طرف سے ہے اور جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے"۔ پولس رسول نے کرنتھیوں کے پہلے خط کے ۱۳ ویں باب میں محبت کی صفات ظاہر کر کے یہ بتایا "غرض ایمان۔ امید۔ محبت یہ تینوں دائمی ہیں۔ مگر افضل ان میں محبت ہے" اور مقدس یعقوب نے اس محبت کی

شریعت کو بادشاہی شریعت کہا ہے (۲ - ۸) یہ تعلیم مشن سکول کے پرائمری طلبا کو بھی معلوم ہے کہ انجیل میں پائی جاتی ہے۔ پھر نہ معلوم خواجہ صاحب کو انگلستان میں کن سے مسیحی علما و فضلاء سے واسطہ پڑا جو ۱۹۲۳ء میں نئے مذہب کو یعنی محبت کے مذہب کو ایجاد کرنا چاہتے ہیں۔ اس محبت کے مذہب کی بنیاد دو ہزار برس سے پڑ گئی۔

مسیحی دین نے خدا باپ کو منکشف کیا۔ اور مسیح نے یہ دعوی کیا کہ اُس میں اور اُس کے وسیلے وہ خدا کو دیکھ سکتے ہیں۔ خداوند مسیح کے ایک شاگرد نے اُس سے کہا اے خداوند باپ کو ہمیں دکھا۔ یہی ہمیں کافی ہے۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ اے فلپس میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں کیا تو مجھے نہیں جانتا جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھا۔ کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے۔ یہ باتیں جو میں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ لیکن باپ مجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہے۔ میرا یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں۔ نہیں تو میرے کاموں ہی کے سبب یقین کرو۔ یوحنا ۱۴ (۸ سے ۱۱) اے صاحب کیا ماقبل دین و مکاشفہ کی تکمیل و مزید روشنی نہیں؟ اب ایسے بزرگ کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ایک Myth فسانہ یا سورج دیوتا کا تخیلی بیان ہے کہاں تک انصاف و تاریخ کا خون کرنا ہے۔ لیکن ایسے بیانات کی تردید کی ہمیں ضرورت ہی نہیں رہی مسیح کی اعجازی پیدایش اس کے معجزے۔ اُس کی پاک زندگی۔ اُس کا صلیب پر چڑھنا۔ دفن ہونا۔ آسمان پر جانا۔ دوبارہ آسمان سے نزول کرنا۔ دجال کو مارنا۔ اس کے حواریوں کا فی الحقیقت ہونا۔ اُس کا کلمۃ اللہ و روح اللہ کہلانا خواجہ صاحب سے ایک زیادہ معتبر و مستند کتاب نے تصدیق کر دیا۔ ایک دوسرے بزرگ نے مثیل مسیح یا مسیح ثانی و موعود کہہ کر روشن کر دیا کہ وہ کسی Myth یا فسانے یا سورج دیوتا کے خیل نہیں بلکہ ایک تاریخی مستجاب الدعا شخص کے خیل تھے۔ اس لئے خواجہ صاحب کی دھول بیانی اسلامی شان کے خلاف کچھ بھدا نہ سی معلوم پڑتی ہے۔ البتہ اتنی زحمت و محنت کی ایک طرح سے داد بھی دینا ہوں کہ جو کتاب اُنہوں نے شائع کی ہے اور جس کی ایک جلد مجھے بھی عنایت ہوئی اُس کی فروخت کے لئے یہ اعلیٰ اور جب زمانہ طریقہ کا اشتہار ہے۔ بازاروں میں روزمرہ دوائیں وغیرہ کے اشتہارات میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں کہ الاماں۔ اخباروں کی بکری اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب گورنمنٹ یا کسی دیگر ذی مرتبہ کی گستاخی کی جائے آجکل وہی واعظ عزت کے قابل ہے جو گرما گرم لیکچر اور ناجائز نکتہ چینی کرے۔ اس لئے میری التماس بھی حاضرین سے یہی ہے کہ اس محنت کا اجر دیجئے اور دل کھول کر چندہ کیجئے۔ تاکہ ہم کو کتاب مفت ملے اور آپ کو ثواب حاصل ہو۔

بالفرض چند لمحوں کے لئے ہم مان لیں کہ مسیح کی زندگی کے سارے واقعات جو اناجیل اربعہ میں بیان ہوئے وہ سورج دیوتا کے مذاہب سے لئے گئے۔ بھلا یہ تو خیال کیجئے کہ فلسطین میں اور خاص گلیل کے علاقہ میں جہاں مسیح نے پرورش پائی اور زندگی کا بڑا حصہ گذارا اور جہاں سے اس کے گیارہ حواری نکلے۔ وہاں متھرا کا مذہب ان دنوں میں کہاں تھا یا مصری Myth وغیرہ کی پرستش کا کوئی رواج اس صدی میں اس ملک میں پایا جاتا تھا۔ اور مسیح کے یہ حواری جو مچھوے وغیرہ غریب لوگ تھے انہوں نے یہ قصے کہاں جا کے سیکھے اور پھر ان کی اشاعت کی۔ یہ خواجہ صاحب کی محض خوش فہمی ہو ورنہ تاریخ تو اس کی تردید کر رہی ہے۔

مسیح کے حواریوں نے جس امر کی اشاعت کی وہ یہ تھی کہ یہ یسوع ہی مسیح ہے اور ہم اُس کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کے گواہ ہیں۔ اُن کے وعظوں کا خلاصہ اور لب لباب یہی تھا۔ اسی کے لئے انہوں نے دکھ اُٹھائے۔ جانیں دیں۔ قتل ہوئے۔ بھلا کوئی Myth کے لئے جان دیا کرتا ہے۔ تن من دھن قربان کرتا ہے۔ جب تک کہ وہ اُسے الٰہی حقیقت اور راست واقعہ نہ سمجھے۔ بھلا کسی Myth اور فسانے کی یہ تاثیر ہوا کرتی ہے جو مسیحی دین کی ہوئی۔ جس نے دُنیا کو الٹ دیا بادشاہتوں کو پلٹ دیا جس کی نسبت ایک مورخ M. Lecky نامی اپنی کتاب کی دوسری جلد میں یہ کہتا ہے کہ مسیحی دین کے ہی حصے میں آیا کہ وہ دنیا کے سامنے سیرت کا اعلیٰ تصور Ideal پیش کرے۔ جس نے صدیوں کے انقلابات میں آدمیوں کے دلوں کو شوق محبت سے بھر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ سارے زمانوں۔ قوموں۔ گرم و سرد و معتدل ممالک اور ہر قسم درجے و حالت کے لوگوں پر اثر کرنے کے قابل ہے نہ صرف نیکی کا وہ اعلیٰ نمونہ تھا بلکہ عمل کے لئے اعلیٰ درجہ کی محرک تھا اور اس نے ایسی گہری تاثیر کی کہ اس کی خدمت کے تین مختصر سالوں کے سادہ بیان نے نوع انسان کو از سر نو پیدا کرنے اور نرم و حلیم بنانے میں سارے فلاسفروں اور معلمان اخلاق سے بڑھ کر کام کیا۔ مسیحی زندگی میں جو کچھ اشرف و اعلیٰ واقع ہے اس کا سرچشمہ یہی ہے۔

بھلا سورج دیوتا کے ان تشبیہی تصوریں سے انسانوں کو ایسی پاکیزہ زندگی حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ مسیح کی تاثیر سے ہوئی۔ بھلا ان فسانوں سے ایسی قوت پیدا ہو سکتی ہے۔ جو گناہ و شیطان سے جنگ کرنے میں ایسی مدد دے سکتی ہو۔

Gibbon جیسے مورخ کے مسیحی دین کی کامیابی کے جو اسباب بیان کئے (۱) مسیحیوں کی مستقل سرگرمی۔ (جس کے خواجہ صاحب بھی مداح ہیں اور جس کی تقلید کے لئے اہل اسلام کو تاکید اکید کر رہے ہیں) (۲) آئندہ زندگی کا مسئلہ (جسے دُنیا کے فلاسفر اور طبعی دین کے پیرو اختراع نہ کر سکے۔ اندھا دھند قیاس دوڑاتے گئے)



(۳) پہلے مسیحیوں کے معجزے (۴) مسیحیوں کی پاکیزہ زندگی بھلا یہ اسباب پیدا کرنے کسی دفسانہ اور تشبیہات و تمثیلات کا کام تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ حقیقی تاریخی شخص خداوند یسوع کی زندگی تھی اور اس کی زندہ تاثیر۔ اس کی تازہ مثال سن لیجئے۔ فارس میں جہاں بقول خواجہ صاحب مسیحی مشنوں کی کچھ تاثیر نہیں ہوئی۔ اس کا حال سن لیجئے۔ مشہد کے ایک ہفتہ وار اخبار مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں جو مضمون نکلا اُس کا ترجمہ یہ ہے۔ "ہم مُردہ ہیں۔ قوم کی روح اور اسلام کی روح ہماری قومی زندگی کے بدن کو الوداع کہہ گئی۔ اگر ایسا نہیں تو اس کے نشان دکھایئے۔ ۔ ۔" جس میں مسیحی مشنوں کی تاثیر کو محسوس کر کے وہاں کا مسلمان اخبار "تمام اسلامی ریویو" یہ لکھتا ہے۔ "اے مسلمانو۔ تم سب خواب میں پڑے سوتے ہو۔ جلد جاگو۔ اس وقت ہمارا اسلامی مذہب زوال کی حد تک پہنچ گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم نابود ہونے کو ہیں۔ ۔ ۔" مسیحی مشنریوں کا یہ احسان اسلامی دُنیا پر اس وقت ہو رہا ہے کہ اسلام کو جگا رہا ہے۔ اس مشنری تحریک سے پہلے مشنریوں کے جابجا جانے سے پہلے اسلام کی جو حالت تھی اس کی موجودہ حالت بدیں اور جدوجہد سے مقابلہ کر کے دیکھ لو کہ یہ زندہ مسیح کی تاثیر ہے مسیح کا نام ہی زندگی بخش مشہور ہو گیا ہے۔ نہ صرف مسیحیوں میں بلکہ غیر مسیحیوں میں اور حکمای حاذق کو مسیح الزماں مسیحای دم۔ بعض صحت بخش زندگی افزود دوائیوں پر بھی مسیح کا نام چسپاں کیا گیا۔ کیا یہ فسانوں کا نتیجہ ہے۔ یہ اس الٰہی شخص کا اثر جس نے سرِ عام یہ اعلان دیا تھا کہ "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں"۔

(باقی آئندہ)

ڈاکخانہ میں خطوط اکثر گم ہو جاتے ہیں۔ سلئے گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ ٹکٹ کو ایسی بُری طرح سے خراب کر دینا چاہئے کہ کوئی شخص اُتار کر دوبارہ فروخت نہ کر سکے۔

نیک چلنی

گزشتہ سے پیوستہ

انسان میں عادات سے بڑھ کر کوئی مادہ تیز اور قوی نہیں ہے نیک عادات۔ نیک چلنی کو برقرار رکھتی ہیں۔ بغور دیکھنے سے انسان عادات ہی کی گٹھری ہے۔ مِس ٹمیر ٹیمبو۔ عادات کا اس قدر قائل تھا کہ انسان اُس کے نزدیک عادت ہی عادت تھا۔ حتٰی کہ وہ نیکی و بدی کو بھی عادت ہی سمجھتا تھا۔ ٹیلر کہتا ہے۔

"انسان کو چاہئے اپنا معلم آپ ہو۔ اپنی تعلیم آپ کرے۔ لالچ سے اجتناب کرے۔ نیکی اپنی عادت بنائے جس طرح برابر ایک کام کرنے سے عادت طبیعت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح روحانی قوتیں بھی نیکیوں کی مشق سے صفات حمیدہ کی خوگر ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ صداقت۔ انصاف اور سخاوت بالآخر عادات ہو جاتی ہیں"۔

کسی صاحب کا قول ہے کہ:۔

"عادات سلک مروارید کی طرح ہیں۔ جہاں سلک ٹوٹی مروارید بکھر گئے"۔

عادات جب راسخ ہو جاتی ہیں تو بلا ارادہ خود بخود معرض ظہور میں آنے لگتی ہیں۔ پھر قسمت کی طرح اُن سے چھٹکارا محال ہو جاتا ہے۔ ہماری پنجابی زبان کا ایک مقولہ ہے:۔

"واڈیاں سجاڈیاں جان سراں دے نال"

بچوں کو طفولیت میں نیک چلنی کا عادی بنانا اس قدر مفید ہے کہ زبانِ قلم اُس کے بیان سے عاجز ہو رہی ہے لڑکپن میں جو عادات پڑ گئیں سو پڑ گئیں۔ پھر اسپ کے داغ سرین کی طرح اُس کا مٹانا لا حاصل ہے۔

لارڈ کولنگ وُڈ نے ایک نوجوان کو یوں نصیحت کی تھی:۔

"تیس پچیس برس سے قبل ایسا چلن سیکھو۔ ایسی عادت ڈالو جو گوشہ گور تک تمہارے لئے چراغ ہدایت ہو"۔

ایک یونانی گوئیے کا ایک عجیب دستور اور انوکھا قاعدہ تھا کہ جو لوگ دوسرے اساتذہ سے گانا سیکھ کر اُس کے پاس زانوئے شاگردی طے کرنے کو جاتے تو وہ دگنی فیس لیتا تھا۔ کیونکہ اُس کو ایسے تلامذہ کی تعلیم میں دگنی محنت کرنی پڑتی تھی۔ ایک اُن کو سکھانا دوسرے پہلے کا حاصل کردہ بھلانا۔

عادات اور اُسکی انتہا کا کچھ پتہ نہیں چلتا یہاں تک کہ رنج و غم خوشی اور مسرت بھی ایک طرح کی عادات ہی ہیں۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنا چاہئے عمدہ سلوک سے پیش آنا بالطبع انسان کے دل کو خوش کرتا ہے۔ یہ ممکنات سے ہے کہ انسان مُفلس ہو اور اُمرا کی طرح خیرات نہ کر سکے لیکن اخلاق حسنہ کو بآسانی حاصل کر سکتا ہے۔ اخلاق حسنہ کا اثر سوسائٹی پر ایسے ہی پڑتا ہے جیسے شمع کا بزم پر۔ جو اُس کے سامنے آتا ہے۔ وہ آپ سے آپ کھنچا چلا آتا ہے۔ انسان ادنٰے ادنٰے باتوں سے اپنے دل کو خوش کر سکتا ہے۔ ایک معزز خاتون لکھتی ہیں:۔

"میں نے ایک دفعہ ایک مفلس اور غریب لڑکی کو محبت بھری اور شفقت آمیز نگاہوں سے دیکھا تھا۔ اُس کا اثر اس لڑکی پر ایسا ہوا کہ خوشی کے مارے اُسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے"۔

کیا ہم میں سے کسی کو ایسے اتفاقات پیش نہیں آتے۔ کیا ہمیں روزانہ ایسا موقع نہیں ملتا ہم خود ایسے موقع کھو دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اخلاق میں کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا اور مفت میں دوسروں کو رام کر سکتے ہیں۔ بیشک ع

اخلاق سب سے رکھنا اکسیر ہے تو یہ ہے

دوسروں کے خیالات کی قدر کرنا بھی اخلاق حسنہ

میں شامل ہے۔ بعض اشخاص جب دوسروں کی رائے اپنی رائے سے متضاد پاتے ہیں تو عبث نعل در آتش ہو جاتے ہیں۔ اور صلواتیں سنانے لگتے ہیں۔ حالانکہ اختلاف رائے انسان کے مختلف طبائع ہونے کا لازمی نتیجہ ہے۔ غریب آدمی بھی صاحب اخلاق ہو سکتے ہیں۔

چارلس ولیم اور گرانٹ کا قصہ یاد رکھنے کے قابل ہے یہ باپ بیٹا دونوں ہی مفلس کاشتکار تھے۔ تھوڑی سی زمین جو اُن کے پاس تھی وہ بدقسمتی سے دریا برد ہو گئی۔ اور اُن کا سارا مال و متاع بھی دریا میں غرق ہو گیا۔ بہت ہی پریشان حال تلاش روزگار میں نکلے۔ لنکاشائر کے قریب پہنچ کر ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور فضا میں چاروں طرف دیکھنے لگے۔ پھر دل میں سوچنے لگے کہ کدھر چلیں۔ آخر رائے یہ ٹھہری کہ چوب دست پھینکو جدھر گرے اُسی طرف چل دو۔ غرض جس طرف وہ لکڑی گری باپ بیٹا چل دیئے۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر بوتھن نام ایک قصبے میں پہنچے اور مطبع میں ملازم ہو گئے۔ اپنے کام کو اُنہوں نے نہایت ایمانداری اور محنت سے سر انجام دیا کہ صاحب مطبع دل و جان سے راضی اور اُن کا مداح ہو گیا۔ یہ اپنی ترقی میں برابر کوشاں رہے آخر بہت مالدار ہو گئے اور اپنی پیدا کردہ دولت سے اُنہوں نے سینکڑوں اسکول اور گرجے تعمیر کرائے۔ اس پہاڑ پر جہاں اُنہوں نے چوب دست گرائی تھی اپنی یادگار میں ایک عالیشان عمارت تعمیر کرائی۔

ایک اور تاجر جو ان کی ترقیوں کو اپنی کم ظرفی کے سبب دیکھ نہیں سکتا تھا ان کی مذمت میں ایک رسالہ چھاپ کر شائع کیا۔ جب وہ رسالہ مسٹر گرانٹ کی نظروں سے گذرا تو اُنہوں نے صرف اتنا کہہ دیا کہ وقت آئیگا کہ مصنف خود نادم ہوگا۔ اتفاق سے اس تاجر کا دیوالہ نکل گیا۔ اور بغیر کاروبار کی اشاعت کے لئے اُسکو ایک سرٹیفکیٹ کی ضرورت محسوس ہوئی جس پر اتفاق سے اس وقت سوائے گرانٹ کے اور کوئی با رسوخ تاجر وہاں نہ تھا۔ لیکن اس تاجر کو گرانٹ کے پاس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آخر رشتہ داروں کے کہنے سننے سے رہ گیا۔ مسٹر گرانٹ نے اُس سے پوچھا کیوں بھائی میرے خلاف وہ رسالہ آپ ہی نے شائع کیا تھا۔ یہ سنتے ہی اُس تاجر کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا مگر گرانٹ نے کہا آپ نادم نہ ہوجیے۔ میں ایک دیانتدار تاجر کے سرٹیفکیٹ پر ضرور دستخط کر دونگا۔ چنانچہ اُس نے دستخط کر دیئے اور سو روپیہ بغرض خرچ دیا کہ اسے قبول کیجئے۔ جب وہ تاجر گرانٹ سے رخصت ہوا تو بچوں کی طرح روتا جاتا تھا۔

شریف وہ ہے جس کی طبیعت عالی ہو۔ جو ایام مصیبت اور افلاس میں بھی شریف ہی رہے۔ شریف وہ ہے جو راست گفتار ہو صداقت شعار ہو۔ اپنی عزت کا خیال رکھتا ہو اور دوسروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہو۔ کانشنس کی ہدایت پر چلتا ہو۔ وعدے کا پکا ہو۔

ڈیوک آف ولنگٹن جب اسائی کی لڑائی میں فتحمند ہوئے تو سرکار نظام کا مدار المہام اُن کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اگر آپ براہ کرم یہ بتائیں کہ نظام اور مرہٹوں میں جو صلح ہوئی ہے اُس میں کون کون سے صوبے سرکار نظام کو دیئے جانے تجویز ہوئے ہیں تو یہ دس لاکھ روپیہ آپ کی نظر ہیں۔ یہ سنکر ڈیوک کئی منٹ وزیر کی طرف دیکھتا رہا۔ آخر بولا۔ اگر کوئی صیغہ راز کی بات آپ سے بیان کی جائے تو امید ہے آپ اُسکی رازداری کر سکتے ہیں۔ وزیر نے کہا بے شک۔ ڈیوک نے کہا میرا بھی یہی حال ہے۔ تشریف لے جایئے۔ اگر ڈیوک چاہتے تو ہندوستان سے کروڑوں روپیہ فراہم کر سکتے تھے لیکن وہ غربت کی حالت میں واپس گئے۔ اُن کی جیب میں صرف ایک ماہ کی تنخواہ تھی۔

انریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹروں نے میسور کی فتح کے بعد مارکوئس آف ولزلی کو دس لاکھ روپیہ بطور انعام پیش کیا اُنہوں نے نامنظور کیا اور کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں انعام پاؤں اور میری فوج کے سپاہی منہ دیکھتے رہ جائیں۔

سر چارلس نیپئر کو فتوحات سندھ میں وہاں کے نوابوں کی طرف سے تین لاکھ روپیہ رشوت ملتا تھا مگر اُنہوں نے ایک چھدام نہ لیا۔ وہ مفلس جس کا دل غنی ہے اس غنی سے کہیں بڑھ کر ہے جس کا دل مفلس ہو۔ مقدس حضرت یوحنا فرماتے ہیں:۔

ایک کے پاس کچھ نہیں لیکن سب کچھ ہے اور
دوسرے کے پاس سب کچھ ہے مگر کچھ نہیں۔

مسٹر والٹر سکاٹ نے لارڈ لوتھین کی صرف اتنی تعریف کی تھی۔

لارڈ صاحب اس قابلیت اور لیاقت کے آدمی ہیں کہ انسان اُن کا احسانمند ہو سکتا ہے یعنی وہ کسی پر اپنا احسان نہیں جتاتے۔

غور کرو یہ کس قدر بڑی تعریف ہے۔ دہلی کا نکتہ سنج شاعر کہتا ہے ؎

جو احسان کر کے جتانے لگے
وہ اپنے کئے کو مٹانے لگے

ترجمہ چوہدری۔

مولوی محمد افضل اور ہم

گذشتہ سے پیوستہ

اب ابن اللہ کی بحث چھڑنے لگی اور لوقا ۱: ۲۶ آیت سے ۳۹ آیت تک کچھ قیل و قال کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ تو میں جانتا ہوں کیونکہ انجیل میرے پاس ہے مسیح کی پیدائش پاک اور معجزانہ ہوئی اور اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔



پھر قرآن پر بات آئی ذٰلک الکتاب لاریب فیہ اور سورۃ ق رکوع اول میں لکھا ہے کہ شک کرنیوالے دوزخ کے عذاب میں پڑینگے۔ تب راقم نے کہا کہ کیا حضرت محمد صاحب کو قرآن کی نسبت شک نہ تھا۔ جیسے سورۃ یونس میں ہے کہ وان کنت فی شک مما انزلنا الیک الی اخرہ۔ اس پر مولوی صاحب نے دیر تک غور کی اور سکوت میں رہ گئے۔

اور سوال پوچھا گیا کہ سورۃ مریم میں جو لکھا ہے ان منکم الا واردھا کن کی طرف خطاب ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کی طرف۔ پھر راقم نے کہا کہ ان متقیوں کو جنکی طرف قرآن کی ہدایت اتری اور وہ نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے ہوئے کیوں دوزخ میں داخل کئے جائینگے۔ کیا متقیوں کی نسبت جو وعدے ہوئے وہ سچے نہ ہونگے؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ متقیوں کے دوزخ میں پڑنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں نے بتایا کہ لکھا ہے ثم ننجی الذین اتقوا۔ اگر داخل یا وارد نہ ہوئے تھے تو نکالے کیونکر جاوینگے۔ اس پر غور کرنے کے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا ارادہ نہ بحث کرنے کا ہے اور نہ میرے دل میں کوئی کجی ہے۔ مجھے تو نجات کی تلاش ہے۔ لہٰذا قرآن سے ثابت کیا کہ نجات مسیح پر ایمان لانے سے ہے۔ سورہ یٰسین کے الفاظ اصحاب القریہ سے شروع کرکے حبیب انطاکیہ والے کا ایمان لانا سنایا گیا۔ انی آمنت بربکم فاسمعون۔ قیل ادخل الجنۃ تک اور مفسرین کہتے ہیں کہ حبیب شہید ہو کر جنت میں داخل ہوا اور دوسری روایت ہے کہ ایمان لاتے ہی آسمان پر اُٹھایا گیا۔ بہرصورت انجیل و قرآن دونوں سے نجات بوسیلہ مسیح ابن مریم ایمان کی شرط پر ہے اور بس۔

الراقم۔
میر عالم خاں چک ۶۳/۴

زلزلہ

گذشتہ سے پیوستہ

کلیبریا کے سنہ ۱۷۸۳ء کے زلزلوں میں اکثر شہروں کی سڑکوں کے پتھر۔۔۔ ہوا میں اُڑ کر بالکل اُلٹ گئے تھے عمارات کی نبیادیں اور کنوؤں کے حلقے بعض جگہ باہر آ پڑے تھے زمین میں لمبی لمبی دراڑیں اور شگاف پیدا ہو گئے تھے۔ بعض جن میں سے تو ویسے ہی کھلے رہ گئے اور بعض دوبارہ بتدریج اور بعض دفعتہً بند ہو گئے۔ مدور گڑھے اور شعاعی شگاف بھی کہیں کہیں نمودار ہوئے۔ زلزلوں کے اثر سے اکثر بڑے بڑے زمین کے قطعات اور چٹانیں بلندیوں پر سے اُکھڑ کر نیچے اُتر آئیں اور ندیوں کے درے اور وادیاں بند ہو کر ندیوں کا پانی چڑھا کہ جس سے طغیانی ہو کر بہت سے ملک دریا برد ہو گئے۔ جب سمندر کے اندر زلزلہ آتا ہے تو کنارہ کی زمین کے تموج و لرزش کی وجہ سے ایک بہت بڑی موج زمین پر آ کر لوٹتی ہے اور زمین کی سطح کو دھو دھلا کر جو کچھ اس کو غنیمت میں ملتا ہے سمندر میں بہالے جاتی ہے۔ سنہ ۱۷۵۵ء میں شہر لزبن پایہ تخت پرتگال میں جو بہت بڑا زلزلہ ہوا اس کا مرکز زمین کے مغرب کی جانب سمندر کے نیچے تھا جس سے زلزلہ کی موج نے زمین کو ترچھا ہلا دیا اور مکانات ایسے گرتے گئے گویا تاش کے گھروندے تھے۔ اس کا اثر بہت دور دور تک محسوس ہوا۔ اسپین۔ الجیرز۔ سوٹزرلینڈ۔ جرمنی۔ فرانس۔ ناروے۔ ڈنمارک۔ انگلینڈ۔ آئرلینڈ۔ سکاٹ لینڈ۔ بلکہ آکس لینڈ میں بھی نہ صرف زمین کو لرزش ہوئی۔ بلکہ ندیوں۔ مرداہوں اور سمندر کے پانی میں بھی جنبش ہوئی اور تلاطم پیدا ہوا۔ اس کے وقوع کے دس گھنٹے بعد امریکہ کے جزائر کے اطراف میں سمندر میں ایسا جوش ہوا کہ اس کا پانی کئی فٹ تک بلند و پست ہوتا رہا۔ اس کے بعد دو ماہ تک پرتگال۔ اسپین۔ شمالی افریقہ اور اٹلی میں خفیف جھٹکے برابر محسوس ہوتے رہے اور شمالی امریکہ ماساچوسیٹس اور نیو ہیمپشائر میں چند زلزلے واقع ہوئے۔ خلاصہ یہ کہ اس سبب اور اس کے گرد و نواح میں کئی سال تک زلزال حرکات برابر جاری رہیں۔ گذشتہ صدی میں میکسیکو میں بہت شدید زلزلے کیچنٹ ہینن سیسیں میں اور ہندوستان۔ نیوزیلینڈ اور دنیا کے اکثر حصص میں واقع ہوئے۔ کم و بیش جنکی ایک ہی سی حالت تھی۔ بنگالہ کے ۱۸۹۷ء کے زلزلہ میں صدمہ کی سرعت سیر ایسی شدید تھی کہ گویا کسی نے زمین کے اندر بہت بڑی سرنگ کو آگ دیدی ہو۔ اکثر لوگوں کی لاشیں لالکا کے پہاڑ پر جا پڑی تھیں جو لیکن کی پہاڑی ندی کے اس پار واقع ہے۔ مسٹر ماٹ نے اُن لاشوں کے ارتفاعی اُچھلنے کو سو فٹ تخمینہ کیا ہے۔ یعنی ہوا میں سو فٹ بلند ہو کر گری تھیں جس سے تموج سطح زمین یعنی صدمہ کی تیزی فی ثانیہ اسی فٹ کے حساب سے نکلتی ہے۔ جس زلزلے نے کراکاس کو مسمار کرکے ایک کھنڈر کا ڈھیر بنا دیا تھا اور جنوبی امریکہ کے حوالی و جوانب کو مرتعش کر دیا تھا ۱۸۱۲ء کے اوائل میں واقع ہوا۔ اُس وقت بادل کی گرج سے بھی زیادہ بلند آوازیں سنائی دیتی تھیں اور کراکاس کے قرب و جوار کی زمین کھولتے ہوئے سیال کی سطح نظر آتی تھی۔ مرتفع کورڈیلرا میں بلنسبت میدانوں کے زلزلہ کے صدمات شدید تر تھے اور چند روز تک برابر جاری رہے۔ پانچویں اپریل کو سطح زمین کا پست و بلند ہونا کئی گھنٹوں تک برابر جاری رہا۔ یہ صدمات جو ۲۶ مارچ سن مذکور سے شروع ہوئے تھے۔ آخر میں ۲۴ اپریل کو جب سنٹ ونسنٹ کا آتش فشاں پہاڑ پھوٹ پڑا ختم ہو گئے۔ اس کا التہاب سو برس کے بعد اب واقع ہوا اور اُس کے پھوٹنے کی آواز کراکاس میں سنائی دی۔ جو پانچ سو میل اس سے دور ہے۔ اور



صاحب عروج کی تصنیف ہے۔

راقم ڈی ایم۔ پی ایل ۔ انکا نپور

مکرمی بندہ اڈیٹر صاحب

ناظرین اخبار کے لئے یہ خبر باعث مسرت و انبساط ہوگی کہ امسال قدرت نے ہمارے ایک نہایت مقتدر خاندان کو اپنی نزول رحمت کا گہوارہ بنانے میں نہایت موزوں انتخاب کیا ہے۔ مسٹر سردار خان صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر ٹریننگ ہائی سکول لودھیانہ کا نام محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کی میم صاحبہ اس دفعہ امتحان بی اے میں اعزاز کیساتھ کامیاب ہوئی ہی تھیں۔ لیکن مزید براں اب خدا ای قدوس نے اُن کے گھر ایک وقت میں دو فرزند عطا کر کے اپنی فیاضی کا ثبوت بھی دے دیا۔ بلکہ آپ کے برادر مسٹر غلام خاں صاحب صوبیدار کو بھی ایک فرزند کا عطیہ اسی موقعہ پر ملا ہے۔ گویا یہ بڑے دن کے تحائف ہیں جو خدا باپ کی رحمت کے ذریعہ اس خاندان کو بھیجے گئے۔ یہ خاندان مستحق مبارکباد ہے۔ میری دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو اس سے بھی زیادہ اپنی نوازشوں کی آماجگاہ بنائے رکھے۔ آمین۔

خاکسار خیر اندیش۔ ایم۔ ایل بنرجی سیلور

اڈیٹر کی طرف سے بھی مبارکبادی قبول ہو۔

مسلمان عورتوں کی کانفرنس

علیگڈھ میں آل انڈیا محمڈن ومنیز کانفرنس کا جلسہ ۲۹ دسمبر کو ختم ہوا۔ حیدرآباد و بمبئی۔ پنجاب اور تمام دیگر صوبجات ہندوستان سے مسلمان عورتیں آکر شریک جلسہ کانفرنس ہوئیں۔

(اصلاح)

امریکہ میں شراب کی ممانعت ۔ گلیٹن ۸ جنوری حکام فوجی نے ایک اور جہاز کو جس پر برٹش جھنڈا لہرا رہا تھا خلیج میکسیکو میں تین میل کی حد سے باہر گرفتار کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں وسکی شراب شراب کی ۴۸۰۰ پیٹیاں تھیں۔ (بندے ماترم)

لنڈن میں خوفناک آتشزدگی

لنڈن ۹ جنوری لنڈن میں آتشزدگی کی ایک خوفناک واردات ہوگئی ہے۔ جس کو بجھانے میں ۵۰ انجن اور ۴۰۰ لوگ بجھانے والے مصروف ہیں۔ اس قسم کی آتشزدگی کی واردات کئی سال سے نہیں ہوئی۔ اس وقت مقام واردات پر شعلوں کی ایک ۴۰۰ گز لمبی دیوار دکھائی دے رہی ہے۔ ہزاروں لوگ اپنے مکانوں سے باہر نکل گئے ہیں۔ (ر)

مصطفےٰ کمال پاشا پر قاتلانہ حملہ

پیرس ۸ جنوری۔ اخبار ماتن کو معلوم ہوا ہے کہ جب مصطفےٰ کمال پاشا اپنی بیگم کے ہمراہ سمرنا میں قیام پذیر تھے تو ایک نامعلوم جوان اُن کی رہائشگاہ پر آیا اور ملاقات کی درخواست کرنے لگا۔ اس کے بعد اس نے مصطفےٰ کمال پاشا پر بم پھینکا جس سے مصطفےٰ کمال پاشا تو بچ گئے۔ مگر اُن کی بیگم صاحبہ زخمی ہوگئیں۔ (ر)

میثاق قومی اور بنگالہ کے میثاق پر گرما گرم بحث

میثاق ملی پر کانگریس کی کمیٹی مضامین میں خوب دلچسپ اور گرم بحث ہوئی۔ ڈاکٹر انصاری نے تحریک پیش کی کہ جب تک ہندو و مسلمانوں میں اتحاد نہ ہوگا تب تک سوراج حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے ہندو و مسلمان اور سب اقوام کو ایک میثاق ملی (اتحاد اور اتفاق کے لئے بنا لینا ضروری ہے۔ بہت سے لوگوں نے میثاق کی عدم ضرورت پر تقریر کی۔ یہ رائے مولانا محمد علی کی بھی تھی۔ اُن کی رائے تھی کہ میثاق کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مسٹر گاندھی نے جو راہ بتلا دی ہے۔ اُس پر چلنا ہی کافی ہے۔ میثاق ملی کے مزید مرتب کرنے کے لئے کمیٹی کا مقرر کرنا دونوں قوم کے تنازعات میں دوبارہ جان ڈالنا ہے۔ مسٹر پٹیل نے کہا کہ بغیر اتحاد اور اتفاق کے سوراج نہیں مل سکتا۔ (اصلاح)

ان چیزوں کے لئے امریکہ اور سلطنت انگلستان پر بھروسہ نہ کیا جائے

فرانس کی گورنمنٹ نے اپنی نوآبادیوں میں ادن اور کپاس کی پیداوار کی تدبیریں کر لیں۔ یہ دونوں چیزیں فرانس میں اب تک امریکہ اور انگلستان سے جاتی تھیں۔ فرانس کا خیال ہے کہ ان اشیاء کے لئے امریکہ اور برطانیہ عظمیٰ پر بھروسہ رکھنا نادانی ہے (ر)

مسلمان ایک وقت میں دو شادیاں نہ کریں

علیگڈھ میں محترمہ ممتاز یار جنگ بیگم صاحبہ کی صدارت میں مسلم خواتین کا جلسہ ہوا۔ پنجاب میں بہ رواج وراثت اور پبلک مدارس میں دس سال تک لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ پڑھانے کے خلاف احتجاج بلند کی گئی اور مردوں سے مطالبہ کیا گیا کہ بیک وقت ایک سے زیادہ شادی نہ کیا کریں اور زور دیا گیا کہ سودیشی صنعت وحرفت کو ترقی دی جائے۔ (مبارک دعام)

لنڈن کے سرکاری حلقوں میں یہ خبر پہنچی ہے کہ لنڈی کوتل کے برٹش افسروں کے قاتلوں

کی تلاش میں افغانی فوج کا علاقہ شنواری میں بد معاشوں سے مقابلہ ہوگیا۔ طرفین کا نقصان ہوا۔ یہ لڑائی موضع تاخزانا میں ہوئی جو درہ خیبر کے قریب ہے۔ اِس لڑائی میں دو قاتل زخمی ہوئے۔ قاتل اب افغانستان سے بھاگ کر آزاد علاقہ میں چلے گئے۔

فرانس نے سلطنت زیکوسلاویا کے ساتھ فوجی اور تجارتی اور پولیٹیکل معاہدہ کرلیا اس معاہدہ کی رو سے یورپ کی خام اشیاء فرانس کو بکثرت بہم پہنچ جائینگی۔ اٹلی کی یہ شکایت ہے کہ ایسے معاہدے سے فرانس در پردہ اٹلی کی مصنوعات کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جرمنی کے چاروں طرف جتنے ممالک ہیں فرانس اُن سے معاہدہ دوستی کر رہا ہے۔ تاکہ آئندہ اگر کبھی جرمنی پھر جنگ کرے تو ان سلطنتوں کی دوستی کام آئے۔

فاسسٹ فرقہ نے اٹلی میں تمردی پھر شروع کردی ہے۔ ۵ آدمیوں نے پروفیسر امنڈولا جو گذشتہ سال سابق وزارت میں وزیر نوآبادیات تھے۔ بڑے ظالمانہ طریقے سے قتل کرڈالا۔

جرمنی نے فرانس اور بلجیم سے کچھ سمجھوتہ کرلیا ہے۔ عنقریب فرنچ فوج روہر کے علاقہ میں بہت کم کردی جائیگی۔ جرمنی نے تابعض فوج کا ماہوار خرچ ادا کرنا منظور کرلیا ہے۔

لیجس لیٹو اسمبلی کے ممبر ڈاکٹر گور نے گورنمنٹ آف انڈیا سے یہ سوال دریافت کیا ہے کہ انگلستان سے جو خط ہندوستان آتے ہیں۔ اُن پر ڈیڑھ آنہ محصول ڈاک لیا جاتا ہے۔ مگر جو خط ہندوستان سے انگلستان بھیجا جاتا ہے اُس پر دو آنے کے ٹکٹ لگائے جاتے ہیں۔ یہ آدھ آنہ کیوں زیادہ لیا جاتا ہے۔

لبرل فیڈریشن پونا میں جلسہ ہوا۔ جس میں یہ رزولیوشن پاس ہوا کہ وائسرائے کے اختیارات سرٹیفیکیٹ کو محدود کردیا جائے۔ اور گورنمنٹ کے تمام سررشتوں میں ہندوستانی بکثرت ملازم رکھے جائیں۔ فوج میں تمام افسر ہندوستانی ہی مقرر ہوں۔

ریاست میسور کے تین اضلاع بنگلور ٹمکور اور کولار میں بارش کی کمی کے سبب سے فصل ماری گئی۔ پیداوار بہت کم ہوئی۔ گورنمنٹ میسور نے ۲½ لاکھ روپے سے زیادہ زرتقاوی کسانوں کو دینا منظور کیا۔

خلافت کمیٹی نے مفلس اور یتیم موپلہ بچوں کی پرورش کیلئے کوکناڈا میں مشورہ کیا ہے۔ ایک موپلہ مسٹر عبد الرحیم نے کہا کہ دس ہزار موپلہ یتیم بچے رہ گئے ہیں۔ اُن کی پرورش کا بندوبست کیا جائے۔

کلکتہ اور مدراس کے درمیان سیلاب کے بعد کوسٹ ریلوے پھر جاری ہوگئی۔ مگر پورے طور سے ۸ ماہ میں جاری ہوگی۔ ابھی عارضی لائن پر ٹرین آتی اور جاتی ہے۔ سیلاب سے اس ریلوے لائن کا ۲۰ لاکھ روپے کا نقصان ہوا چھ ہفتہ تک ٹرینوں کی آمد و رفت بند رہی جس سے ۵۰ ہزار روپے روزانہ کا نقصان ہوتا رہا۔

بنگالہ کے قومی معاہدہ کے خلاف ہندوؤں کے جلسے رات دن ہو رہے ہیں۔ پانی پت کے لوگوں کا بیان ہے کہ اس میثاق کا مطلب یہ ہے کہ انگریزی حکومت کا جوا پھینک کر اسلامی حکومت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھا جائے۔

۲ پلٹن ۹ جاٹ کا ایک سپاہی پاگل ہوگیا۔ اور پاگل ہوتے ہی اُس نے کپتان ڈگلس سٹیٹن لوگوں کا نشانہ بناکر ہلاک کرڈالا۔

ہوڑہ کے محلہ پیل خانہ کی مسجد کے احاطہ میں کوئی بدمعاش غیر مسلم مردہ سور پھینک گیا مسلمانوں کا ایک جم غفیر بہت جوش میں آیا ہوا فقط مسجد میں جمع ہوگیا۔ معتقد مسلمانوں کے سمجھانے پر بہت لوگ منتشر ہوگئے۔ اور کچھ مسلمان ہندوؤں کے محلہ اور بازار میں گئے۔ بہت سی ہندو دکانیں کو لوٹا اور ہندوؤں پر حملہ کیا۔ ۶ ہندو مجروح ہوئے اور ایک مضروب ہسپتال لے جاتے ہوئے مرگیا۔ پولیس نے مکمل انتظام کیا۔ مجسٹریٹ نے سور پھینکنے والے کو گرفتار کرا دینے والے کیلئے ۵۰۰ روپیہ کا انعام مشتہر کیا۔

کشمیر میں ۹۵ فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ اور صرف ۵ فیصدی آبادی ہندوؤں کی ہے مگر وہاں مسلمانوں کی بڑی حق تلفی ہو رہی ہے کشمیر کی سول لسٹ سے معلوم ہوا کہ وہاں ۷۹۴ عہدوں پر ہندو اور صرف ۹۰ عہدوں پر مسلمان متعین ہیں۔

موضع چک نمبرہ ۷ ضلع لائلپور میں اکالیوں کے ایک گروہ نے جو پستول اور تلواروں وغیرہ وغیرہ سے مسلح تھا ایک سکھ بخشیش سنگھ کے گھر پر ڈاکہ ڈالا گاؤں کے مسلمان چوکیدار نے جو نہتا تھا اُن کا مقابلہ کیا۔ اور طمنچہ کی گولی سے قتل ہوا۔ گاؤں والوں نے دو گھنٹہ تک ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا۔ ڈاکوؤں کا ایک سرغنہ مارا گیا اور ایک ڈاکو گرفتار ہوا۔

امرتسر سے ۲۵ اکالیوں کا جتھا پھر جیتو جا رہا ہے جلوس باقاعدہ نکلتا ہے اور آگے آگے اکالی باجہ بکلتا ہے



(بقیہ مضمون صفحہ ۲) میں گستاخ عراقیوں نے بہت نقصان پہنچایا۔ مگر سلطان ٹرکی کے حکم سے سرکاری خرچ پر اس کی مرمت کروا دی گئی۔ بغداد میں عدی کا مقبرہ سنگ احمر کی ایک عمدہ عمارت ہے جس پر دو سفید برج ہیں۔ یزیدی عدی کے مقبرے کی خاک کو پاک و متبرک خیال کرتے ہیں۔ یہاں ہر سال موسم سرما میں ایک بہت بڑا عرس ہوتا ہے۔ دور دور سے یزیدی جمع ہو گئے ... ہیں۔ ناچ گانا ہوتا ہے محفل رقص و سرود تین دن گرم رہتی ہے۔

مسلمانوں کی طرح یہ لوگ روزہ بھی رکھتے ہیں۔ مگر انگور اور سیب کا پانی پی سکتے ہیں۔ ہر یزیدی کے گھر میں ملک طاؤس کا ایک بت ہوتا ہے جس کی شکل بجائے طاؤس کے زیادہ قسطاط کے مشابہ ہوتی ہے۔ یزیدی دنیا میں سب سے زیادہ بے ضرر شخص ہیں۔ اسکی زندگی کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اس کو امن امان سے رہنے دیا جائے اور کھیتی باڑی کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالے یہ لوگ ہتھیار نہیں رکھتے اور نہ سیاسی ریشہ دوانیاں انہیں بھاتی ہیں۔ ہر قسم کی سازش سے بیزار ہیں۔

چوہدری غلام حیدر

کرشٹ آشرم

آخر پادری جیون مل صاحب بولے ہی بولے پادری صاحب نے پانصد روپیہ دینے کا اس وقت وعدہ کیا تھا جب تمام گفتگو طے ہو چکی تھی۔ اُن اعتراضوں کے جواب دیئے گئے تھے۔ اس روپے کی وصول کا تو کسی نے بھی یقین نہیں کیا۔ پادری صاحب کو بولنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ میں نے جو اخبار میں اس کا ذکر کیا صرف یہ دکھلانے کو کہ ہمارے محسن مہرباں کیسے کیسے۔ جن شرائط کا پادری صاحب ذکر کرتے ہیں معاً اُن کا یہ ہے۔ یہ بجائے کرشٹ آشرم کے جیون مل آشرم ہو وے۔ جس طرح چاہیں وہ اسکو چلائیں خود ہی یہ وہاں اُستاد ہوں۔ کسی بشپ یا پادری کا دخل نہ ہووے۔ پانسو روپیہ میں پادری صاحب اس کا پورا حق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پادری صاحب آپ کا روپیہ آپ کے نصیب ہو۔ ہم مسیح کے آشرم کو پانسو میں بیچ نہیں سکتے۔ خواہ ہم کو ایک روپیہ بھی وصول نہ ہو۔ ہم کسی انسان کے اختیار میں نہیں دے سکتے۔ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ بشپ صاحب تو اپنا ہاتھ اس پر نہ رکھیں۔ لیکن جیون مل صاحب خداوند آشرم ہو جاویں۔ وہ کیوں؟ پانسو روپیہ کا وعدہ کیا ہے۔ دیا تو کوڑی بھی نہیں۔ حق شفع پہلے ہی قائم۔ میں کلیسیائی جھگڑوں میں پڑنا نہیں چاہتا ورنہ ساری حقیقت کھول کر بتا دیتا۔ پادری صاحب ہمیں آپ کا روپیہ نہیں چاہیئے۔ اگر یہی آپ کا تعصب ہے کہ بشپ کے نام سے آپ کو خداوند کے کام نام اور جلال سے نفرت ہے تو ہم صفائی سے کہے دیتے ہیں کہ یہ آشرم تمام کلیسیا والے مسیحیوں کے واسطے کھلا رہیگا۔ بشپ صاحب اس کے سرپرست ضرور ہونگے خواہ کوئی شامل ہو یا نہ ہو۔

پھر پادری صاحب فرماتے ہیں کہ بشپ صاحب تو ہم کو عیسائی نہیں سمجھتے۔ یہ آپ کا خام خیال ہے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ بشپ صاحب سیالکوٹ کنونشن میں گئے تھے وعظ کیا۔ دعائیں کیں۔ کنونشن کی عبادتوں میں شامل ہوئے کیا وہ آپ کو عیسائی نہیں سمجھتے۔ بالکل غلط ہے۔ یہ خام خیالی دل سے نکال دیں۔ کیوں آپ اپنے آپ کو زبردستی کلیسیا جامع سے باہر سمجھتے ہیں ایک اور بات پادری صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ہم کو پادری نہیں سمجھتے۔ اپنے پلپٹ پر چڑھنے نہیں دیتے۔ یہ سچ ہے کہ آپ کے بابر پادری پلپٹ پر چڑھنے کی خود ہی ہمت نہیں کر سکتے۔ میں نے آپ کے ایک پادری کو جو بابو پادری ہے کہا کہ اتوار کو ہمارے گرجہ میں وعظ کرو۔ تو وہ اتوار ہی کو کلارک آباد سے بھاگ گیا اُس کو حوصلہ نہیں ہوا۔ بزرگ مرحوم پادری ڈاکٹر حیٹر جی کلارک پریسبٹرین تھے۔ میں نے دیکھا کہ وہ امرتسر کے گرجا میں پلپٹ پر چڑھ کر وعظ کرتے تھے۔ وہ قابل عزت بزرگ تھے۔ ان کی عزت کسی طرح ہمارے اپنے پادریوں سے کم نہ تھی۔ ہم تو اُن کو پریسبٹرین کا بشپ سمجھتے تھے۔ آپ آدمی میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ کلارک آباد میں آ کر وعظ کریں۔ میں نے پادری فیروز چند کو دعوت دی ہوئی ہے۔ کبھی آ کے ہمارے گرجوں میں وعظ کر جاتے ہیں۔ مگر یہ بھی تو ایک بات ہو کہ کچھ ہوں بھی۔ صرف نیلو گانے سے پادری نہیں ہو جاتے۔

اُڈیٹر صاحب نورافشاں بھی آخر بول رہے ہیں۔ کرشٹ آشرم کو وہ دوسری انتہا کہتے ہیں۔ پہلی انتہا این۔ ایم۔ ایس جو ناکامیاب ہوئی ہے جسے صاحب اس کی ناکامی کلیسیا کی طرف سے نہیں ہوئی۔ یہ بد انتظامی اور نالائق کارندوں کی وجہ سے۔ روپیہ بہت بیدردی سے برباد کیا گیا اور کارندوں کو ایسی ایسی بڑی تنخواہیں دی گئیں کہ مشن کے کارندوں اور پادریوں کو نصیب نہ تھیں۔ اور کام خاک نہیں ہوتا تھا۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو نورافشاں اور مسیحی کے پرانے فائل نکال کر دیکھیں کہ میں کس قدر چلاتا رہا۔ کسی نے نہ سُنا۔ آخر وہی ہوا جو میں کہتا تھا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ آشرم کو این ایم ایس سے ملا دو۔ کون سے این ایم ایس سے۔ نکلا واسطے پادری چلیس صاحب چھوڑ چھاڑ کر الگ ہوئے۔ پنجاب کے این۔ ایم۔ ایس کے کارندوں کا خاتمہ ہو گیا۔ پہلے پادری دنیا نا تھ نکلے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ سب الگ ہو گئے۔ پادری جیمس ولیم آخر بالکل خاتمہ کر کے ہی نکلے۔ اب فرمائے کس کے ساتھ آشرم کو ملاتے ہیں۔ دوسری طرف آپ کے ہاں میں ہاں ملانے خانصاحب بے تکی ہانکتے ہیں کہ اعتراض کرنا آسان ہے۔ آسان نہیں مشکل ہے۔ اگر میں نے اعتراض کئے تو کام بھی کرنے کو تیار ہوا۔ دو دفعہ شروع کیا۔ دونوں دفعہ جب دیکھا کہ میں بندہ واعظ کام کرنے لگا ہوں۔ تو جھٹ آ کر دے۔ مگر خزانہ انہیں کا تھا۔ بند کر دیا اور نہ خود کیا۔ اسکا حساب وہ خدا کو دینگے۔

آخر میں عرض یہ ہے کہ اگر آنشرم خدا کی طرف سے قائم ہوا ہے تو ہزار مخالف ہوں یہ ضرور قائم رہیگا - اگر یہ صرف انسان کی طرف سے ہے تو یہ آج بھی ہے نہیں کل بھی نہیں - اس کا نہ ہونا بہتر ہے اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ سرشٹ آنشرم میں روٹی کپڑے کی بھی نفی ہو گئی - یہ پادری جیون مل صاحب کا خیال ہے جو انجیل کی خدمت کرتے ہیں اور انجیل ہی سے اسباب معاش پاتے ہیں - البتہ گھبرے گئے نہیں - اور اگر سادھو سندر سنگھ اور پادری جیون مل آپ سے علیحدہ ہو گئے تو پھر کیا - سادھو جی اپنے حال میں مست ہیں - جیون مل صاحب اپنا مال مست ہیں - آپ گھبراؤ نہیں آپ کی روزی تمام ہے - آپ کی نقدی کوئی نہیں چھینتا پادری ڈنگ صاحب نے ایک طویل آرٹیکل کرسچن آبزرور کے مضمون میں لکھا ہے وہ دیکھئے -

اگر آپ سے اور کچھ نہیں ہو سکتا - دعا ہی کیا کریں کہ اپنے بندوں کو توفیق دے کہ وہ انجیل کی بشارت اپنے ذمے لیں -

میں ہوں آپ کا خادم - واعظ

مخزن مسیحی

قدیم مسیحی اخبار اردو میں نئی صورت سے شائع ہوتا ہے عمدہ عمدہ مفید مضامین - دلچسپ خبریں - قیمت فقط دو روپیہ سالانہ - لیکن جو آسودہ حال ہیں اور خوشی سے دے سکتے ہیں اُن کے لئے تین روپیہ - اگر کوئی دو روپیہ دینے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تو پاسبان یا کسی مشنری صاحب کی سفارش سے انکو ایک ہی روپیہ میں مخزن مل سکتا ہے - اگر کوئی صاحب نمونہ منگوانا چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے اپنے خط میں ڈیڑھ آنہ کا ٹکٹ بھی بھیج دیجئے - پادری -

بی بی رائی ایڈیٹر و مینیجر سہارنپور

سے خط و کتابت کیجئے -

سبت سکول کے سبق

یعنے امریکن انٹرنیشنل لیسنس - شمالی ہند کے مشنہ

کے حکم سے پادری بی بی رائی صاحب ان پر نوٹ اور تشریح وغیرہ تیار کر رہے ہیں - رومن اور فارسی دونوں حروف میں شائع ہوتے ہیں - قیمت دونوں کی ایک ہی ہے یعنے فی کاپی ۸ر سالانہ - اگر پانچ کاپی سے زیادہ منگوائیے گا تو آپ سے محصول ڈاک طلب نہیں کیا جائیگا - ملنے کا پتہ

پادری بی بی رائی سہارنپور

کرسچن بک سٹور لودہانہ

اُردو کی پہلی کتاب	۳ر	رومن پنجابی پرائمر	۱ر
دوسری	۳ر	تیوہار - اسلام میں تیج	۱ر
صحت جسم کا طریقہ	۲ر	ینابیع القرآن	۳ر
مسئلہ التخلق	۴ر	ویدوں کی اصل	۳ر
صراط المستقیم	۸ر	دو سوال	۳ر

ملنے کا پتہ مینیجر کرسچن بک سٹور - لودھیانہ -

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے - اس کے متعلق ہوا دار بورڈنگ ہاؤس - خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان - لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر - جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں - سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں - چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے - لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں -

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول - بٹالہ ضلع گورداسپور

یونائٹڈ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے -

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے کیم اپریل ۱۹۱۳ء سے لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے -

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس سرکاری کا نرخ ہے - متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم - کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے -

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی - الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے - علاوہ ازیں جز کشا ماشاء اللہ سے ماشاء اللہ تک کرو کر ڈل ... سے ... تک - مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں -

مژدہ

مینیجر نورافشان کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار بنا کر اس کا پتہ مینیجر نورافشان کے دفتر میں بھیج دے اور اس کے نام پر کم از کم ایک سال کے لئے نورافشان جاری کرا دے تو اس کو ایک ماہ تک اخبار مفت دیا جائیگا -

المشتہر

مینیجر نورافشان

نورافشان کو قلمی امداد سے ہرگز فراموش نہ کیجئے

پادری ڈبلیو - جے کلارک صاحب ایم - اے مینیجر نورافشان الیسرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا